اختلافِ فقہاء کے اسباب

(از مولانا محمد تقی صاحب امینی صدر دار العلوم معینیہ درگاہ شریف اجمیر)

اختلاف کے بنیادی حیثیت سے دو بڑے سبب ہیں

ذیل میں اختلاف فقہاء کے اسباب بیان کئے جاتے ہیں غور سے دیکھا جائے تو بڑی حد تک یہ اختلاف دو سبب پر مبنی ہے (۱) صحابہ وتابعین کا اختلاف اور (۲) حالات وتقاضا کا اختلاف ہر ایک کی تفصیل یہ ہے،

(۱) صحابہ کرام کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تھی قرآن حکیم کے تشریحی وتوضیحی نوٹ تھے آپ کی عبادتیں فتاویٰ فیصلے وغیرہ محفوظ تھے۔ موقع ومحل کی مناسبت اور قرائن کی دلالت سے ہر فعل اور حکم کا محل متعین کر کے اس پر عمل کرتے تھے۔ اور انھیں کوئی دشواری نہ پیش آتی تھی۔

(۲) جب انھیں مختلف مقامات پر تمدنی زندگی کی نئے نئے حالات ومسائل سے سابقہ پڑا اور جو کچھ ان کے ذخیرہ میں موجود ومحفوظ تھا اس کا دامن ان حالات ومسائل کو سمیٹنے کے لئے ایک حد تک ناکافی ثابت ہوا تو ان حضرات نے اپنی رائے سے اجتہاد کرنا شروع کیا اور علت دریافت کر کے اس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کیا اور ضرورتوں کو پوری فرمایا۔ اس طرح نظام تشریعی کو الٰہی پالیسی کے موافق بنایا۔

صحابہ کے عمل کی تفصیل

علت دریافت کرنے اور اجتہاد کے مطابق حکم دینے کے بعد چند صورتیں پیدا ہوئیں۔

(۱) ایک صحابی نے اجتہاد سے کوئی حکم صادر فرمایا لیکن دوسرے اصحاب کے پاس صحیح حدیث موجود تھی اور اس میں اجتہادی حکم کے خلاف حکم تھا تو صحابی نے حدیث پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابق حکم سے رجوع فرمایا۔

(ب) اجتہادی حکم کے خلاف صحیح حدیث تو نہ دریافت ہو سکی لیکن اجتہاد کے مقابلہ میں وہ حدیث زیادہ قوی ثابت ہوئی ایسی صورت میں بھی حدیث پر عمل کیا اور اجتہادی حکم چھوڑ دیا۔

(ج) اجتہادی حکم کے خلاف ایسی حدیث نہ دریافت ہوئی کہ جس سے قلب کو اطمینان حاصل تھا اور سابق رائے کے خلاف تقویت پہنچی تو اجتہادی حکم ہی کو باقی رکھا اور حدیث پر عمل نہ کیا۔

(د) حدیث کے موجود ہوتے ہوئے بھی بعض اصحاب تک وہ نہ پہنچ سکی اور اس کے خلاف لاعلمی کی حالت میں اپنے اجتہاد سے حکم صادر فرمایا اور اسی پر قائم رہے۔

رائے اور اجتہاد سے حکم دینے کے بعد اختلاف کی مذکورہ چار صورتیں پیدا ہوئی تھیں ان میں سابق حکم سے رجوع نہیں کیا گیا یا تو حدیث کی عدم صحت کی وجہ سے اور یا حدیث نہ پہنچنے کی وجہ سے یہ دونوں صورتیں بعد میں اختلاف کا سبب قرار پائیں۔

(۲) موقع و محل کی مناسبت سے بعض اصحابؓ نے رسول اللہؐ کے فعل کو قانونی حیثیت دی اور بعض نے اختیاری حیثیت میں رکھا۔ بعض نے فعل کو ثابت و برقرار رکھا اور بعض نے حالات و تقاضا پر محمول کرکے اس کی مدت متعین کی۔ یہ فرق بھی آگے چل کر بعض مسائل میں اختلاف کا سبب بنا۔

(۳) رسول اللہؐ کے فعل کو دیکھ کر بعض صحابہؓ نے کسی صورت پر محمول کیا اور بعض نے کسی پر اور وہ فعل دونوں کا احتمال رکھتا تھا مثلاً حج کے افعال دیکھ کر کسی نے سمجھا کہ رسول اللہؐ قارن (حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرنے والے) تھے اور کسی نے متمتع (پہلے عمرہ اور پھر حج کرنے والے) سمجھا اور کسی نے مفرد جانا۔

(۴) موقع اور محل کی تعیین میں بعض اصحاب سے سہو اور نسیان ہو گیا اور خلاف حکم دیدیا۔

(۵) اصل موقع و محل تک رسائی نہ ہو سکی جس کی بنا پر احکام کی توجیہ میں اختلاف ہوا۔

(۶) حکم کی علت میں اختلاف ہوا کسی نے اس کی کوئی علت نکالی اور کسی نے کوئی علت قرار دی اور پھر بعد میں اس سے استنباط میں اختلاف رونما ہوا۔

(۷) دو مختلف صورتوں کے موقع و محل کی تعیین میں اختلاف ہوا کسی نے ضرورت پر محمول کیا اور کسی نے عمومی حکم ثابت کیا جس سے بعض مسائل میں اختلاف کی شکل پیدا ہوئی۔

تابعین کے عمل کی تفصیل

صحابہؓ کے بعد تابعین کا زمانہ آیا اور انھوں نے رسول اللہؐ کی سنت کے ساتھ ساتھ صحابہؓ کے مختلف اقوال اور مختلف توجیہات و تعبیرات کو محفوظ کیا اور نت نئے حالات و مسائل کے استنباط میں رسول اللہؐ اور صحابہؓ دونوں کو اپنا رہبر بنایا اور ان کی دی ہوئی روشنی سے استفادہ کیا۔

ظاہر ہے کہ اختلاف صحابہؓ میں موجود تھا ہر تابعی کو یہ سہولت نہ حاصل تھی کہ تمام صحابہؓ کے مختلف اقوال جمع کر کے ان میں باہمی تطبیق و ترجیح کی صورت نکالتا۔ پھر بھی ان حضرات نے جہاں تک ان کے بس میں تھا مختلف اقوال جمع کئے اور ان میں بعض کو بعض پر قوی دلیل کی بناء پر ترجیح دی جو اقوال کمزور نظر آتے انھیں چھوڑ دینے کی ترغیب کی اگرچہ ان میں بعض ایسے بھی تھے جو کسی جلیل القدر صحابی سے مروی تھے۔ علم و تحقیق کی دنیا اور ہے اور جذبات کی دنیا بالکل دوسری ہے ان بزرگوں نے علم و تحقیق کے معیار پر ماسبق کو جانچا اور پرکھا اطاعت و محبت کے جذبہ سے سرشار ہونے کے باوجود رد و قبول کے معاملہ میں کسی قسم کی رورعایت نہ کی۔

صحابہؓ کے بعد یہی حضرات ایسے تھے جو مختلف مقامات میں لوگوں کی توجہات کا مرکز بن سکتے تھے چنانچہ جہاں جہاں یہ لوگ موجود رہتے وہاں کے لوگوں کے مرکز قرار پائے کسی کی زیادہ شہرت ہوئی تو دور دراز سے سفر کر کے ان سے استفادہ کے لئے لوگ آتے رہتے ان کے پاس رسول اللہؐ کی احادیث تھیں صحابہ کی زندگی تھی۔ ان کے اقوال، فتاویٰ، فیصلے اور ترجیح کی صورتیں وغیرہ سب تھیں . . . . اس کے علاوہ کچھ نئے حالات و مسائل بھی تھے جن میں ان حضرات کی مستقل رائیں تھیں اجتہاد و استنباط کے مختلف طریقہ اور مختلف ذریعہ تھا تشنگانِ علم و عمل نے تمام چیزوں سے استفادہ کیا اور پھر یہ استفادہ کرنے والے اپنی اپنی جگہ کے مستقل مرکز بنے اور فقہ کی ترتیب و تدوین کا کام انجام دیا۔ تابعین نے بھی اس سلسلہ میں کوششیں کی تھیں ان میں بعض کی تالیفات اور نوٹس موجود تھے ان حضرات نے ان سے فائدہ اٹھایا۔

ترتیب و تدوین کے وقت فقہا کے پیش نظر چند چیزیں

درج ذیل چیزیں تھیں جو فقہ کی ترتیب و تدوین میں کام آئیں۔

(۱) قرآن حکیم۔ (۲) سنت رسول۔

(۳) صحابہؓ کے اقوال۔ (۴) صحابہؓ کے اختلافی مسائل۔

(۵) تابعین کی رائیں۔

(۶) تابعین کے اختلافی مسائل۔

(۷) حالات و تقاضا۔

(۸) حالات و تقاضا کا اختلاف۔

طریق کار یہ تھا کہ قرآن و سنت کا محل و مقام متعین کرنے میں صحابہؓ کے اقوال کو ترجیح دیتے تھے پھر تابعین کی طرف رجوع کرتے تھے اگر فیصلہ کن بات نہ سمجھ میں آتی اور اختلاف میں ترجیحی صورت نہ نکل سکتی تو اپنے شیوخ (اساتذہ) اور قریب کے دیگر علماء کے اقوال کو ترجیح دے کر مسائل کا استنباط کرتے تھے۔ اس طریق کار میں متفق ہونے کے باوجود اختلاف کی درج ذیل صورتیں تھیں۔

صحابہؓ کے اختلاف پر مبنی چند صورتیں

(۱) معانی کے سمجھنے میں صحابہؓ کا اختلاف جیسے لفظ قرء کو کسی نے ایک معنی میں لیا اور کسی نے دوسرے معنی میں لیا۔

(۲) قرآن و سنت کے موقع و محل کے تعین میں صحابہ کا اختلاف۔

(۳) سنت کو قانونی حیثیت دینے اور قبول کرنے کے شرائط میں اختلاف۔

(۴) صحابہؓ کے مختلف اقوال کا مختلف تابعین کے ذریعہ پہنچنا اور اپنی اپنی معلومات کی بنا پر ترجیحی صورت قائم کرنا، کسی کے نزدیک ترجیح کی کوئی صورت تھی اور کسی کے نزدیک دوسری تھی۔

(۵) اپنے اپنے شیوخ اور قریب کے لوگوں سے استفادہ اور ان کی رایوں کو ترجیح دینا۔

(۶) اختلافی امور میں اپنے اپنے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔

(۷) ایسی حدیث کی دریافت جو تابعین سے انھیں نہ پہنچی تھی ایسی صورت میں حدیث کو ترجیح دینا اور تابعین کے اقوال کو رد کر دینا پھر کسی کو یہ حدیث پہنچی اور کسی کو نہ پہنچی۔

(۸) ایک حدیث کسی کو ایسے ذریعے سے پہنچی جو اس کے نزدیک قابلِ اعتبار تھا اور دوسرے کو اس ذریعے سے نہ پہنچی، اس بنا پر ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے قبول نہ کیا۔

(۹) بعض حدیث کے مقابلہ میں صحابہؓ کے اقوال کی طرف رجوع کرنا اور کسی فقیہ کا حدیث پر عمل کرنا اور

سی کا اقوال پر عمل کرنا۔

(۹) خود صحابہؓ کے اقوال وافعال میں مقام ومحل کی تعیین میں اختلاف۔

(۱۰) تابعین کے اقوال وافعال میں بھی مذکورہ قسم کا اختلاف۔

حالات وتقاضا پر مبنی اختلاف کی چند صورتیں

(۲) یہ صورتیں صحابہ وتابعین کے اختلاف پر مبنی تھیں حالات وتقاضا پر مبنی درج ذیل صورتیں تھیں۔

(۱) حکم کی علت میں اختلاف اس کی ایک صورت صحابہؓ کے اختلاف پر مبنی تھی اور دوسری صورت حالات وتقاضا پر مبنی تھی۔

(۲) نت نئے حالات ومسائل کا حل دریافت کرنے کیلئے مختلف اصول وضع کرنا اور مقررہ اصول کے تحت ان کا حل دریافت کرنا کسی نے اس کے لئے کوئی اصول وضع کیا اور کسی نے دوسرے اصول سے کام لیا۔

(۳) حالات وضرورت کی نوعیت وکیفیت میں اختلاف اور انھیں کسی اصول کے ماتحت لانے اور نہ لانے کے طریقہ میں اختلاف۔

(۴) استدلال واستنباط کے طریقوں میں اختلاف۔

(۵) ماقبل کی شریعت کہیں کسی شریعت کے بقایا احکام موجود تھے اور کہیں کسی کے اور ان کے آپس میں اختلاف تھا۔

(۶) عرف ورواج کا اختلاف۔

(۷) ملکی قانون کا اختلاف۔

غرض یہ وجوہات تھے جن کی بنا پر مختلف فقہاء کے مختلف مذاہب قائم ہوئے بعض کے ختم ہوگئے بعض کی رفتار ترقی سست رہی اور بعض کو زیادہ ترقی حاصل ہوئی اسی طرح بعض فقہاء کو عملی ضروریات سے زیادہ سابقہ پڑا بعض کو کم اور بعض کو نہایت کم۔ اگر عمومی حیثیت سے ان حضرات کو قانون کی عملی ضروریات سے براہ راست سابقہ پڑتا تو یقیناً فقہ میں وسعت اس سے زیادہ ہوتی جو اس وقت ہے جیسا کہ امام ابویوسف وغیرہ کی کتاب الخراج وغیرہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ فقہاء متقدمین میں جتنی وسعت ملتی ہے

لوگوں میں مختلف اسباب کی بنا پر وہ وسعت ہی ناپید ہے۔

محدثین اور فقہاء دو مقابل گروہ نہ تھے

محدثین اور فقہاء کے نوعیتِ کار میں فرق کو بھی سمجھ لینا چاہیئے تاکہ مذکورہ اختلاف کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ در اصل یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے مقابل یا مخالف نہ تھے بلکہ کام کی نوعیت میں فرق تھا ایک کا مرکزِ توجہ فقہ کی ترتیب و تدوین کا تھا اور دوسرے کا کام حدیث کی ترتیب و تدوین تھا۔ اس بنا پر لازمی طور سے احکام و مسائل کی دریافت میں ایک حد تک فرق رونما ہوگا۔ لیکن کوئی فقیہ بھی ایسا نہیں ہے جو صحیح حدیث کی موجودگی اور اس تک صحت کے ساتھ پہنچنے کی صورت میں وہ اپنی رائے اور اجتہاد کو ترجیح دے۔ اسی طرح کوئی محدث ایسا نہیں ہے جو حالات و ضرورت کی بنا پر احکام و مسائل کا حل نہ دریافت کرے البتہ فقیہ اپنے مقررہ اصول و ضوابط کے تحت مسئلہ کا حل تلاش کرے گا اور محدث اوپر کی کسی سند کے تحت اس کا جواب دے گا۔ محدث کے سامنے چونکہ دوسری راہیں ایک حد تک مسدود ہیں اس بنا پر روایتوں کے قبول کرنے میں وہ لازمی طور پر فراخ حوصلہ ہوگا اور فقیہ کے سامنے دوسری راہیں بھی ہیں اس لئے روایتوں کو زیادہ جانچ پرکھ کر قبول کرے گا۔

محدثین کا طریقہ

اس کے علاوہ دونوں کے مزاج اور طبیعت میں بھی اختلاف ہے ایک پر روایت کا غلبہ ہے اور دوسرے پر درایت کا غلبہ ہے، اس کا اثر بھی احوال و مسائل کی دریافت میں رونما ہوگا۔ مثلاً سنت سے مسائل کے استنباط میں محدث اس کی رعایت نہ کرے گا کہ فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہے یا نہیں کیا اس کے راوی کسی خاص شہر اور گھر کے باشندے ہیں یا کسی خاص طریقہ سے مروی ہے یا نہیں ہے۔ صحابہ کا عمل ثابت ہے یا نہیں ثابت ہے۔ حدیث کی موجودگی میں محدث کسی صحابی کے قول اور کسی مجتہد کے اجتہاد کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھے گا، ہاں اگر حدیث انتہائی تلاش کے باوجود نہ مل سکی تو پھر صحابہ و تابعین کے اقوال کی طرف وہ رجوع کرے گا، ان میں بھی کسی شہر اور کسی طبقہ کی خصوصیت نہ ملحوظ رکھے گا البتہ اقوال کے اختلاف کی صورت میں اس کے قول کو ترجیح دے گا جو زیادہ عالم، زیادہ پرہیزگار، زیادہ یاد رکھنے والا اور زیادہ مشہور ہو۔

مگر [illegible] کی [illegible] تو قرآن و سنت کے حکم کی [illegible]

اور کنایہ کے طریق سے ترجیحی صورت پیدا کرلے گا یا نئے مسئلہ کی صورت میں حل ڈھونڈھے گا اس سے بھی کام نہ چلا تو مجبور ہو کر کسی چلتے چلتے مسئلہ پر سرسری نظر ڈال کر دیا ہی حکم صادر کرے گا لیکن فقہاء کے مقرر کردہ قیاس کے فقہی قواعد کی پابندی کا لحاظ نہ رکھے گا۔

تدوینِ حدیث سے ایک بڑے فتنہ کا انسداد ہوا۔

محدثین کے تدوینِ حدیث کے کارنامہ نے امت کو ایک بڑے فتنہ سے بچا لیا ہے رائے اور عقل کا دروازہ کھلنے کے بعد پھر اس کو قاعدہ و قانون کا پابند بنانا نہایت مشکل تھا۔ امت کو اعتدال پر رکھنے کے لئے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ ایک طبقہ ایسا پیدا ہو جو عقل اور رائے کے آزادانہ استعمال کی مخالفت کرے اور عملی طور پر اس کا ثبوت فراہم کردے کہ محدود طریقہ پر عقل اور رائے کے اعتبار سے بھی کام چل جاتا ہے۔

محدثین نے جس بلند ہمتی اور عالی ظرفی سے تدوینِ حدیث کے فرائض انجام دیئے ہیں تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی ہے بس قدرتی انتظام تھا اور قدرت ہی نے ان حضرات سے یہ کام لیا ان کی جدوجہد کی بدولت بہت سی وہ روایتیں بھی جمع اور عام ہوگئیں جو بعض فقہاء تک نہ پہنچی تھیں یا ان کی طرف زیادہ توجہ نہ کی گئی تھی۔ ان حضرات میں جو محققین تھے انھوں نے فنِ روایت کو مستقل فن کی حیثیت دی اس کے اصول و ضوابط مقرر کئے، حدیث کے جانچنے کے طریقے وضع کئے، حدیث کے درجے اور مراتب قائم کئے، یہ ساری بحثیں نہایت شاندار اور نفیس ہیں جن کے مطالعہ کے بعد ہی انسان ان کی خوبی سے واقف ہو سکتا ہے۔

اشاعتِ اسلام (مع جدید حواشی)

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم کی شہرۂ آفاق کتاب کا بہترین ایڈیشن۔ مکتبہ برہان نے کامل ایک سال کی محنت کے بعد اس کے حواشی تیار کرائے ہیں، حوالوں کی تلاش میں کاوش اور دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ قیمت غیر مجلد چھ روپے، مجلد سات روپے۔

تمّم